مِلّی نغمہ کی جداگانہ صنفی شناخت

انصر عباس
پی ایچ ڈی سکالر (اردو)
وفاقی اردو یونیورسٹی، اسلام آباد

NATIONAL SONG
AN INDEPENDENT GENRE

Ansar Abbas
PhD Scholor (Urdu)
Federal Urdu University, Islamabad

Abstract

National song *Milli Naghma* is a distinguished genre of Urdu litrature due to its diverse structural qualities and patriotic emotions which make it unique from other genres. Unfortunately, this genre remained devoid of its identity in Urdu literature and it had been considered as a part or sub genre of different genres especialy "song". Indeed, National song has more rhythmical and musical qualities like the genre of "song" than other geners of Urdu literature, but it is different at its thematical level and a reasonable range of topics, which makes its identity as an independent genre. This article lays emphasis upon the individuality and separate genre identity of MIilli Naghma.

Keywords:

قومی وملی شاعری، ملی نغمہ، صنف، اردو ادب، پاکستان، اسلام، شاعر، قیصر جہاں، وزیر آغا

جنگ کا میدان ہو یا محبوب کی زلفوں کا ذکر، ادب میں شاعری ایک ایسا وسیلہ اظہار ہے جو سامعین وقارئین کو متاثر کرتی ہے۔ اہلِ دانش نے شاعری کو موضوعاتی اور ہیئتی لحاظ سے کئی اصناف میں تقسیم کیا ہے جن میں حمد، نعت، منقبت، واسوخت، گیت، مرثیہ و دیگر موضوعاتی اصناف اور مثنوی، رباعی، قطعہ، مسمط، مستزاد، سانیٹ اور ہائیکو وغیرہ ہیئتی اصناف سخن میں شمار ہوتی ہیں اور چونکہ قومی و ملی شاعری موضوعاتی شاعری کے زمرے میں آتی ہے اس لیے قومی و ملی نغمہ کو ایک موضوعاتی صنف کے طور پر تسلیم کیا جا سکتا ہے۔

ایسی شاعری جس میں حب الوطنی، تحفظ آزادی بحیثیت قوم، بقائے انسانیت، مذہبی آدرش اور ملی وجدان جیسے اعلیٰ وارفع محرکات شامل ہوں اُس کو قومی شاعری کہا جاتا ہے۔ بقول ڈاکٹر مظفر عباس "ایسی شاعری جو قوم کے کسی بھی پہلو سے متعلق ہو، قومی شاعری کے زمرے میں آتی ہے۔"(۱) "جس شاعری کا تعلق ملت اسلامیہ سے ہو وہ ملی شاعری ہے۔"(۲) پاکستان دنیا کی واحد اسلامی ریاست ہے جس کا قیام خالص نظریہ اسلام کے تحت ہوا ہے۔ اس حوالے سے دیکھا جائے تو پاکستان کی قومی شاعری بھی ملی شاعری کے زمرے میں آتی ہے کیونکہ پاکستان ایک مسلم اکثریتی ملک ہے۔ اسلامی نظام اور پاکستانی معاشرت میں ہم آہنگی پائی جاتی ہے اس لیے پاکستان کی قومی شاعری بھی ملی شاعری کہلانے کی حق دار ہے۔ ملی شاعری ایک ایسا موضوع ہے جس پر پاکستان کے تمام شعرا نے قلم آزمائی کی ہے حتیٰ کہ حب الوطنی سے سرشار کچھ شعرا نے مکمل دیوان قومی و ملی نغمہ نگاری ہی میں تخلیق کیے ہیں۔ حفیظ تائب "قومی و ملی منظومات" کے عنوان سے لکھے مجموعے میں بین الاقوامی امن و اتحاد اور عالم انسانیت کی فلاح میں پاکستانی قوم کے عزم کا ذکر کرتے ہیں:

نام لیوا رسول ﷺ رحمت کے
رنگ پھیلائیں گے اخوت کے
خاتم المرسلین ﷺ کے پیرو ہیں
ہم امیں ہیں پیامِ وحدت کے
جذبے چہروں سے آشکارا ہیں
زیبِ لب حرف ہیں صداقت کے
عدل و احسان کے ہیں علمبردار
گویا خادم ہیں آدمیت کے
خاتم المرسلین ﷺ کے پیرو ہیں
ہم امیں ہیں پیامِ وحدت کے(۳)

دنیا کی ہر زبان کی طرح اردو میں بھی قومی و ملی شاعری کا وسیع ذخیرہ دستیاب ہے جس میں سے ایک

قابل ذکر حصے کو موسیقاروں نے دل کو چھو لینے والی دھنوں میں سمویا اور گلوکاروں نے سریلی اور مدھ بھری آواز میں لازوال بنا دیا۔ اس ضمن میں ترنم سے گائے ہوئے کلام کو "ملّی نغمہ" کہا گیا جبکہ باقی قومی وملی شاعری کو ہمارے محققین و نقاد قومی وملی شاعری سے بڑھ کر، باقاعدہ کسی صنف کا نام دینے میں ہچکچاہٹ کا شکار نظر آتے ہیں حالانکہ کوئی بھی صنف خلا میں پیدا نہیں ہوتی اور کسی بھی صنف کی تشکیل کا دارومدار سیاسی وسماجی رویے اور اس کی روایت پر منحصر ہوتا ہے۔ اسی طرح زبان وادب میں موجود الفاظ واصطلاحات کی طرح اصناف ادب بھی جنم لیتی اور متروک ہوتی رہتی ہیں کیونکہ زبان وادب کے ارتقا کے لیے ایسا ہونا لازمی امر ہے۔

قومی وملی شاعری کو صنف کا نام دینے میں تامل کی بنیادی وجہ ہمارے محققین و نقاد ملی نغمہ یا قومی و وطنی شاعری کو "گیت" ہی کی ایک صورت شمار کرتے ہیں اور وہ اس کی تخصیص سے گریزاں ہیں جبکہ ایسا کرنا ادب کی وسعت کو گرہ لگانا اور اس کے ارتقائی عمل کی حوصلہ شکنی کرنے کے مترادف ہے۔ اردو ادب میں ملی نغمہ ایک علیحدہ صنف کی حیثیت اختیار کر چکی ہے اور گیت ایک الگ صنف سخن ہے۔ جس کا موضوع اور سانچہ اس سے قطعی مختلف ہے۔ اس ضمن میں یہاں گیت کی تشریح کرنا لازم ہے تاکہ گیت اور ملی نغمہ کا بنیادی فرق واضح ہو سکے اور قومی وملی شاعری کی صنفی حیثیت منوانے کی راہ ہموار ہو سکے۔

بقول قیصر جہاں "گیت کا خاص موضوع عشق ہے۔ عشق کے دونوں پہلو برہ اور ملن گیت میں نظم ہوتے ہیں" (۴) مزید لکھتی ہیں کہ "گیتوں میں اظہار عشق براہِ راست عورت کی جانب سے ہوا ہے" (۵) شاعری میں بہت سی ایسی اصناف ہیں جن میں حسن وعشق کے جذبات پائے جاتے ہیں اُن میں اردو غزل سرفہرست ہے اور غزل فارسی زبان سے اردو میں آئی اس میں مرد کی طرف سے اظہار عشق ہوا ہے۔ اس لحاظ سے گیت غزل کے مترادف، جنس مخالف کی طرف سے اظہار عشق کا ذریعہ ہے۔

قیصر جہاں نے بنیادی طور پر اردو گیت کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہے، لوک گیت، گانے اور کتابی گیت۔ لوک گیت کی مزید پانچ اقسام بیان کی ہیں اُن میں برہ گیت، مناظر فطرت کے گیت، تیوہاروں کے گیت، حب وطن کے گیت اور کام کرنے والوں کے گیت شامل ہیں۔ (۶) تنقیدی نظر سے دیکھا جائے تو اس طرح گیت کا مفہوم کافی وسعت اختیار کر جاتا ہے۔ اظہر علی فاروقی لوک گیت کے بارے لکھتے ہیں:

> "لوک گیت غیر شخصی اور گمنام ہوتے ہیں۔ انفرادی نہیں بلکہ اجتماعی ہوتے ہیں۔ اس کی کوئی تحریری سند نہیں ہوتی بلکہ پشت در پشت یادداشتوں میں محفوظ رہتے ہیں.... خانگی زندگی میں ساس، نند کا برا برتاؤ، رخصتی کے گیت جن کو بابل کہا جاتا ہے، پردیس گئے ہوئے تجارت کرنے والے شوہروں کی جدائی، ساون میں میکے سے کسی کے نہ آنے کی دردانگیز شکایت، بانجھ کے غم آگیں جذبات کی ترجمانی کرنے والے گیت غم ودرد اور حزن و یاس کی تصویر ہوتے ہیں۔" (۷)

شمیم احمد اردو گیت کو موضوعی یا ہیئتی صنف کی بجائے ایک الگ وجہ دیتے ہیں۔ان کے الفاظ میں ''صنف کے لحاظ سے گیت بھی موضوعات کا تنوع رکھتا ہے اس لیے نظم کی طرح اسے بھی کسی خاص موضوع تک محدود نہیں رکھا جا سکتا'' پھر خود ہی لکھتے ہیں ''اصلاً گیت کا مزاج ان کیفیات کا آئینہ دار ہے جنھیں نسوانی کہا جاتا ہے یعنی شاعری کی یہ وہ صنف ہے جس میں نغمہ وصوت کے آمیزے سے نسوانیت کی تصویر کشی کی جاتی ہے۔عورت کی وہ دلآویز اور مکمل شخصیت جو کسی اور صنف سخن کے قالب میں نہیں سما سکتی، گیت کے رنگ و آہنگ میں بہ کمال خوبی رچ بس جاتی ہے۔''(۸)

اسی طرح گیان چند گیت کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں ''یہ ہلکی پھلکی غنائی نظم ہے جو ہندی سے اردو میں آئی۔گیت چونکہ گانے کے لیے ہوتا ہے اس لیے زیادہ طویل نہیں ہوتا.....شمیم احمد نے گیت کو ایک ایسی صنف قرار دیا ہے جس کی شناخت نہ موضوع پر منحصر ہے نہ ہیئت پر، لیکن میرا خیال ہے کہ گیت کے موضوعات کسی حد تک مقرر ہیں اور اس کی مختصر غنائی ہیت بھی بڑی حد تک قابل شناخت ہے۔''(۹) اس کے بعد گیان چند گیتوں کو دو بنیادوں پر تقسیم کرتے ہیں: ۱۔ان کے گانے والے ۲۔موضوعات

ان دونوں بنیادوں پر الگ الگ گروہ بندی کی گئی ہے۔گیان چند نے گیت کو اتنے موضوعات میں تقسیم کر دیا ہے کہ گویا پوری شاعری گیت ہی معلوم ہوتی ہے۔ان کے مطابق گیت کے ذیلی موضوعات حسب ذیل ہیں:

- پیشہ وروں کے لوک گیت
- مذہبی گیت مثلاً بھجن، حمد و نعت، عوامی مرثیے، نوحے
- معرفت کے گیت جن میں دکن کی جکری، سہیلا، نیز شمالی ہند کے عارفانہ گیت شامل ہیں۔
- اخلاقی اور فلسفیانہ گیت
- تقریبات سے متعلق گیت جنھیں ہندی میں سنکار گیت کہتے ہیں۔ان میں زچگی، ولادت، سالگرہ اور شادی مرغوب موضوعات ہیں۔
- لوریاں
- عشقیہ گیت خواہ لوک گیت ہوں یا شعرا نے لکھے ہوں ان میں برہ کے گیت اہم ہیں۔گیتوں کا سب سے اہم موضوع یہی ہے۔
- موسموں اور مناظر فطرت سے متعلق گیت مثلاً بسنت، ساون، صبح و شام کے بارے میں، کجلی یا کجری۔
- تیوہاروں سے متعلق مثلاً ہولی، پھاگ، عید محرم
- تاریخی رزمیہ گیت مثلاً نجوخان کا ساکھا، آلھا

- سیاسی گیت۔ان میں ایک طرف ایسے گیت آئیں گے جنھیں دوسری جنگ عظیم میں سپاہیوں کی بھرتی کے لیے لکھا گیا مثلاً:

ع بھرتی ہو جا رے رنگروٹ

دوسری طرف ترقی پسندوں کے وہ گیت ہوں گے جو انقلاب لانے کے لیے لکھے گئے ہیں۔

- استاد موسیقی کے گیت مثلاً دھرپد، خیال، ٹھمری، ٹپہ نیز فلموں کے گیت (۱۰)

گیان چند کے خیال سے دیکھا جائے تو اس نوع کی پوری شاعری ہی کو گیت کہا جا سکتا ہے، جس کو مختصر لفظوں میں اشرف کمال نے بیان کیا ہے۔ بقول اشرف کمال ''گیت کیا ہے، اصولاً ہر وہ شے جو گائی جانے کے لیے لکھی جائے'' (۱۱) اس طرح بادی النظر میں دیکھا جائے تو شاعری کی زیادہ اقسام گیت کہلائیں گی جن میں غزل بھی شامل ہے۔

ان محققین کی آرا نے گیت کے مفہوم کو سلجھانے کے بجائے الجھا دیا ہے۔لیکن اس سے یہ بات طے ہو جاتی ہے کہ گیت باقاعدہ ایک صنفِ سخن ہے اور اس میں ہیت کا مخصوص سانچہ پایا جاتا ہے جبکہ اس کا بنیادی موضوع عورت کے دل کی آواز ہے۔گیت اور غزل کے موضوع کی وضاحت کے متعلق نفیس اقبال کے الفاظ میں ''غزل اور گیت میں فرق یہ ہے کہ جب عورت مرد سے اظہار محبت کرتی ہے تو گیت بنتے ہیں اور جب مرد عورت کے سامنے اپنے جذبات آشکار کرتا ہے تو غزل بنتی ہے۔'' (۱۲) گیت کی ایک نفیس وضاحت ڈاکٹر وزیر آغا نے کی ہے۔وہ لکھتے ہیں:

> ''بنیادی طور پر گیت میں مرد، مخاطب اور معشوق جب کہ عورت، ایک عاشق زار ہے۔۔۔۔
> گیت عورت کے جسم کی پکار ہے اسی لئے اس میں نہ صرف جذبات کی فراوانی ہے بلکہ یہ کسی
> مثالی و تخیلی محبوب کے بجائے گوشت پوست کے بت کو اپنی نگاہ کا مرکز بناتا ہے۔'' (۱۳)

مزید لکھتے ہیں:

> ''بنیادی طور پر گیت اس محبت کا اظہار ہے جو مسافر کو دیکھتے ہی عورت کے دل میں پیدا ہوئی
> اور جو مسافر کے چلے جانے کے بعد سوزِ دروں کی صورت اختیار کر گئی۔گیت کا اصل مزاج،
> فراق اور مفارقت کی اسی آگ سے مرتب ہوتا ہے۔'' (۱۴)

گیت جس کا مزاج نسوانیت سے جڑا ہے اور جذبہ جسم کی نغمگی کیفیت پر رقص کرتا ہے لیکن اس کے غنائی اظہار کو فنی صورت میں عورت کی بجائے مرد سے زیادہ شرف قبولیت حاصل ہوئی اور اردو گیت لکھنے والے شعرا میں امیر خسرو، بھگت کبیر، امانت لکھنوی، آغا حشر، عظمت اللہ خان، اختر شیرانی، حفیظ جالندھری، ساغر نظامی، میرا جی، ڈاکٹر تاثیر، قیوم نظر، قتیل شفائی، تنویر نقوی، نگار صہبائی، تاج سعید اور دیگر قابلِ ذکر ہیں۔

ان شعرا کے ہاں گیت نگاری کا پہلو نمایاں ہے بلکہ ان کی وجہ شہرت گیت ہی ہے لیکن اس کے برعکس گیت جس کے دل کی پکار ہے وہ یعنی خواتین شعرا میں گیت نگاری کا رجحان نسبتاً کم پایا جاتا ہے۔اس صنف کو فروغ دینے میں بقول انور سدید ''اس صنف کو ہندی میں جس شاعرہ نے فروغ دیا اس کا نام میرا بائی ہے اور وہ کرشن کو محبوب بنا کر اپنے اندر کی پکار کو گیت کی صورت میں ابھارتی اور بھگتی کے اثرات کے تحت محبوب کی ذات میں مدغم ہو جانے کی آرزو کرتی ہے۔''(۱۵) اردو ادب میں کسی خاتون شاعرہ کا گیت کی صنف میں نام اردو ادب کی تاریخ کے اوراق میں گم ہے۔اس کی وجہ ہماری مشرقی روایات ہیں کہ جن کی بدولت مشرقی عورت نے اپنے جسم کی پکار کو گیت جیسی صنفِ نازک سے منسوب صنف سخن میں اظہار کی بجائے غزل کو اپنا پیرایۂ اظہار بنایا ہے جس میں کشور ناہید، ادا جعفری، پروین شاکر، یاسمین حمید و دیگر قابل ذکر ہیں۔

مندرجہ بالا بحث سے مطلوب یہ ہے کہ گیت اور ملی نغمہ کی اصناف میں تخصیص کی جا سکے حالانکہ دونوں موضوعاتی اصناف ہیں اور دونوں میں ہیئتی تنوع بھی پایا جاتا ہے لیکن دونوں کے موضوعات میں فرق ہونے کی وجہ سے ان کو الگ الگ اصناف سخن کہا جا سکتا ہے۔ ملی نغمہ اور گیت کی تخلیق میں بنیادی فرق یہ ہے کہ جب عورت کا دل محبت کا بیج قبول کر لیتا ہے تو اس وقت گیت جنم لیتا ہے اور جب یہ بیج بار آور ہو کر ایک نئے جز و کو جنم دے تو محبت کے اس پودے کے مرکز سے عارضی فراق سے غزل جنم لیتی ہے اور جب یہ نیا جز و ایک کل کی حیثیت اختیار کرتا ہے تو غمِ دوراں کے سنگین مدارج کو ضبطِ تحریر میں لا نا نظم کے زمرے آتا ہے بقول وزیر آغا:

> ''گیت کل کے بدن میں جز و کے ابتدائی تحرک کا غماز ہے اور غزل جز و اور کل کے عارضی فراق کی نشاندہی کرتی ہے؛ لیکن نظم جز و کی اس حیثیت سے متعلق ہے جب وہ نشو نما پا کر خود ایک کل میں تبدیل ہو جاتا ہے۔''(۱۶)

نیا جز و بالیدگی کے عمل سے گزرنے کے بعد خارجی زندگی کا رخ کرتا ہے یعنی نظم ایک مکمل شخصیت کے سفر کا آغاز و انجام ہے جس میں وہ انفرادی اور اجتماعی طور پر ایک نئی قوت حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس نئی قوت کے حصول کے لیے کبھی وہ دوسرے انسانوں سے برسرِ پیکار اور کبھی ان کے ساتھ مل کر کائنات کے ارتقا میں حصہ ڈالتا ہے۔اس طرح نظم کی کئی صورتیں وجود میں آئیں جن میں حمد، نعت، قصیدہ، مرثیہ، مثنوی و دیگر شامل ہیں ان میں نظم کی ایک صورت وہ شاعری ہے جس میں وہ اپنے وجود، فکر، مذہب اور وطن کی حفاظت اور اس کی محبت میں گنگنانے سے پیدا ہوئی جس کو عرفِ عام میں قومی و ملی شاعری کہا گیا۔

ملی نغمہ یا قومی نغمہ اصطلاحی زبان میں قومی شاعری یا ملی شاعری کی باقاعدہ ایک الگ صنف شمار کی جا سکتی ہے اور پاکستان جیسا ملک جس میں پاکستانی قوم اور ملت اسلامیہ میں ہم آہنگی پائی جاتی ہے اُس کی قومی شاعری یعنی قومی نغمہ بھی ملی نغمہ کہلانے کا حقدار ہے۔''ملی'' کا لفظ ''ملت'' سے منسوب ہے جس کے معنی اردو

لغت کے مطابق ''دین، مذہب اور شریعت کے ہیں۔'' (۱۷) عام طور پر ملت سے مراد ملت ابراہیمی یا ملت اسلامیہ ہی مراد لیا جاتا ہے یعنی مسلمان قوم کو ملت اسلامیہ کہا جاتا ہے جبکہ نغمہ سے مراد ''وہ آواز جو گلے یا کسی آلہ موسیقی سے باقاعدہ لے اور ترنم کے ساتھ نکلے، موسیقی کی بندش کی طرز پر گائے گئے الفاظ یا بول، موسیقی کے لئے ڈھالے ہوئے بول'' (۱۸) اور ملی نغمہ سے مراد ''قوم و ملک سے والہانہ جذبات پر مبنی نغمہ۔ وہ نغمہ جس میں قوم کی تعریف، ترقی اور تحفظ وغیرہ کے جذبات کا اظہار ہو'' (۱۹) یعنی ایسی شاعری جو ملک و قوم سے والہانہ جذبات کے لیے لکھی اور ترنم سے گائی جائے وہ ''ملی نغمہ'' کے زمرے میں آتی ہے اور بقول قیصر جہاں ''شاعری محسوسات کا غنائی اظہار ہے... گیت غنائی شاعری کا محض ایک حصہ ہے'' (۲۰) اس سے مراد یہ بھی ہے کہ تمام شاعری دراصل گائے جانے یا غنائی اظہار کے لیے لکھی جاتی ہے۔ درحقیقت شاعری الفاظ کو ایک خاص ترنم اور موسیقی کے ساتھ ادا کرنے کا نام ہے اگر شاعری کو ترنم اور موسیقی کے بغیر پڑھا جائے تو یہ لطف سے عاری محسوس ہوتی ہے۔ نغمہ اور گیت میں باقی اصناف سخن کی نسبت موسیقی کا استعمال قدرے زیادہ ہوتا ہے کیونکہ بقول ابوالاعجاز حفیظ صدیقی ''گیت بنیادی طور پر گانے کی چیز ہے چنانچہ اس کی تخلیق میں موسیقی کا دخل دوسری اصناف کی نسبت بہت زیادہ ہوتا ہے... گیت کی کوئی معین ہیئت نہیں۔ ترتیب قوافی، تعداد اشعار اور مصرعوں کا طول سب کچھ شاعر کی صوابدید پر ہوتا ہے۔'' (۲۱)

ملی نغمہ کی کیفیت بھی گیت والی ہے اور ملی نغمہ اور گیت میں فرق صرف موضوع کا ہے اور ملی نغمہ کو بھی گیت کی طرح الگ صنف کہا جا سکتا ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایسی شاعری جو قوم، ملک اور ملت سے محبت کے جذبات کے اظہار کے لیے کی جائے، اس کو کب تک قومی شاعری یا ملیّ شاعری کا نام دیا جاتا رہے گا؟ آخر کب تک اسے باقاعدہ ادبی صنف کا نام نہیں دیا جائے گا۔ اتنے بڑے موضوع کو باقاعدہ صنف کا نام دینے پر ہچکچاہٹ کیوں؟

گیت گائے جانے والی شاعری کو کہا گیا ہے لیکن ضروری نہیں کہ جتنے بھی گیت لکھے گئے وہ سب گائے بھی گئے ہوں اسی طرح جتنی بھی قومی و ملی شاعری کی گئی وہ تمام کی تمام ملی نغمہ کے زمرے میں آ سکتی ہے لازمی نہیں کہ وہ سب گائی بھی گئی ہو یعنی جتنی بھی قومی و ملی شاعری کی گئی اس کو ملی نغمہ کا نام دیا جا سکتا ہے خواہ وہ ترنم سے پڑھی گئی ہو یا نہ پڑھی گئی ہو۔

گیت کا ایک دوسرا مفہوم یہ بھی ہے کہ جس طرح اردو شاعری کو عام طور پر غزل اور نظم میں مفہوم اور ہئیت کے لحاظ سے دو حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے یعنی ایسی شاعری جس میں ہر شعر ایک الگ مفہوم کے لیے ہو، وہ غزل اور جس میں ایک شعر کا ربط دوسرے سے ہو اور تمام اشعار ایک خاص مضمون ادا کریں تو اُس کو نظم کہا جاتا ہے جیسے مرثیہ، مثنوی و دیگر سب نظم کا ہی حصہ ہیں اور نظم ہیت اور موضوع کے لحاظ سے ایک الگ صنف

کی حیثیت بھی رکھتی ہے جس میں پابند نظم، معریٰ نظم، نثری نظم وغیرہ (۲۲) اسی طرح سازوں اور بصری آلات سے ادا ہونے والی تمام شاعری کو گیت بھی کہا جاتا ہے اور گیت ایک الگ صنف کی حیثیت بھی رکھتا ہے جس میں عورت کی طرف سے مرد سے محبت کا اظہار پایا جاتا ہے۔ اس حوالے سے کوئی بھی شعری صنف (حمد، نعت کے علاوہ) کو جب خاص آلات کے ساتھ ادا کیا جاتا ہے تو وہ گانا یا گیت ہی کہلاتی ہے لیکن اس صنف کی اصل پہچان غزل، نظم، رباعی یا کوئی بھی دوسری صنف ہوتی ہے۔ یہی حال ملی نغمہ کا ہے کہ اُس کو جب سازوں کے ساتھ گایا جاتا ہے تو وہ بھی گیت کے زمرے میں آتا ہے لیکن اس کی صنفی تخصیص موضوع کی بنا پر ہوتی ہے۔

ملی نغمہ کو گیت کی طرح ایک موضوعاتی صنف کہا جا سکتا ہے جس کا بنیادی موضوع ملک و ملت ہے۔ یہ ایک وسیع موضوع ہے اور اس میں کئی ایک ذیلی موضوعات شامل ہیں۔ ملت کے عروج و زوال، خوشی و غمی، شکست و فتح، رنج و تکلیف و دیگر تمام متعلقہ موضوعات اس میں سمٹ آتے ہیں۔ اس صنف کا مرکز صرف اور صرف ملت ہے۔ ملت سے مراد اگر ملت اسلامیہ لیا جائے تو اس صنف کو موضوعاتی اعتبار سے نظام شمسی کی طرح پرت در پرت ایک جال کی شکل اختیار کرتے دیکھا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ پاکستان میں ہونے والی ملی نغمہ نگاری کا دائرہ پاکستان کے حالات و واقعات اور معاشرت کی عکاسی کرتا ہے اسی طرح کرہ ارض پر پھیلے ہوئے دیگر ممالک، جہاں ملت اسلامیہ کا وجود پایا جاتا ہے ملی نغمہ وہاں کی عکاسی کرتا ہے اور جس طرح تمام سیارے سورج کے گرد گھومتے ہیں اسی طرح ملی نغمہ کے تمام موضوعات ملت اسلامیہ کے گرد گھومتے ہیں۔ پاکستان ایک اسلامی ملک ہے اسلامی نظریہ کے تحت ہی معرضِ وجود میں آیا تھا۔ چونکہ تمام ملی نغمات نظام شمسی کی طرح اپنے مرکز یعنی ملت کے گرد ہی گھومتے ہیں اور یہاں ملت سے مراد مملکتِ پاکستان اور یہاں کے باسی ہیں، لہٰذا یہاں کی گئی شاعری کو ملی شاعری کا نام دیا جا سکتا ہے۔ بشیر فاروق ملی نغموں کے مجموعے ''تیرا پاکستان ہے یہ میرا پاکستان ہے'' میں اسلام اور پاکستان کے ربط کو ان شعری کلمات میں بیان کرتے ہیں:

یہ میرا پیارا وطن مینارۂ اسلام ہے
یہ میرا پیارا وطن گہوارۂ اسلام ہے
یہ میرا پیارا وطن شہ پارۂ اسلام ہے
پرچمِ دین عظمتِ اسلام پاکستان ہے
قلعۂ دیں قوتِ اسلام پاکستان ہے
مرے لب پہ لاالٰہ ہے آیہ قرآن ہے
میرے سینے میں وفا ہے جذبۂ ایمان ہے
مری آنکھوں میں حرم کا جلوۂ عرفان ہے
رفعتِ دیں رفعتِ اسلام پاکستان ہے
قلعہ دیں قوتِ اسلام پاکستان ہے (۲۳)

ملی نغمہ اور گیت میں ایک بنیادی فرق جذبات کے شخصی اور اجتماعی اظہار کا ہے ۔قیصر جہاں لکھتی ہیں کہ گیت نہایت شخصی صنفِ ادب ہے یہ شخصی جذبات کا آئینہ دار اور دلی کیفیات کا مظہر ہے ۔(۲۴) یعنی گیت میں داخلیت ہے جس سے گیت نگار کے شخصی جذبات جگہ پاتے ہیں جبکہ اس کے برعکس ملی نغمہ میں اجتماعی جذبات ہوتے ہیں اور خارجیت اور داخلیت کا حسین امتزاج ہوتا ہے اور یہ کیفیات باہم ایک دوسرے سے شیر وشکر ہوتی ہیں اور دونوں اس صنف کا تعین کرتی ہیں ۔احمد ندیم قاسمی ''غم وطن'' کے عنوان سے ملی نظم میں لکھتے ہیں:

میرا غم صرف مرا تو نہیں، کم کیوں ہو
آدم اس دور میں بھی کشتہء آدم کیوں ہو
آدمیت ہی جب اس دور میں پامال ہوئی
اپنی اِک ذات کے لُٹنے کا مجھے غم کیوں ہو
اس کے سائے میں جب انسان کو دم لینا ہے
خونِ انساں ہی میں ڈوبا ہوا پرچم کیوں ہو
کٹ کے بھی جھک نہ سکا جو سرِ پندارِ وطن
کسی سلطان کے دربار میں اب خم کیوں ہو
مجھ کو ڈر ہے، تری آواز ہے بھرآئی ہوئی
حریّت کا یہ ترانہ ہے تو مدھم کیوں ہو(۲۵)

پاکستان میں قومی وملی نغمہ نگاری کے بنیادی موضوعات میں عسکری شاعری، رزمیہ، پاکستان کی عظمت کو نمایاں کرنے والی شاعری، قومی رہنماؤں، پاکستان کی تہذیب و معاشرت اور اخلاقی روایات کے حوالے سے، مناظرِ پاکستان کو نمایاں کرنے والی شاعری، پاکستانی شہروں کی عظمت، ملک میں ہونے والی ناانصافیوں کے حوالے سے مزاحمتی شاعری اور مذہبی شاعری سمیت دیگر کئی ایک موضوعات شامل ہیں۔

اردو میں قومی وملی شاعری کی روایت قدیم ہے لیکن اس کا باقاعدہ آغاز ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی سے ہوتا ہے ۔البتہ اس سے پہلے تحریک سید احمد شہید بریلوی کے زیرِ اثر مومنؔ کے ہاں ان جذبات کا آغاز ہوا۔ جنگِ آزادی کے فوراً بعد شعرا کا زیادہ رجحان وطن کی آزادی کی طرف تھا جس سے وطنی شاعری نے فروغ پایا جبکہ کچھ اہلِ دانش نے قومی موضوع کو بھانپ لیا اور مسلمانوں کو ایک الگ قوم کے طور پر ملی وحدت کا راستہ دکھایا جن میں سرسید احمد خان جیسی عظیم شخصیات نے ہراول دستے کا کردار ادا کیا۔جبکہ ملی شاعری میں چند

نظموں سے بڑھ کر ایک کتاب کی صورت میں مولانا الطاف حسین حالی نے ''مدوجزر اسلام'' لکھ کر ملی شاعری کی بنیاد رکھی ۔حالی کے بعد اقبال نے ملی شاعری کو بام عروج تک پہنچایا اور اُن کی نظم 'مسلم ہیں ہم وطن ہے سارا جہاں ہمارا' نے گویا ادبی اور سیاسی حلقوں میں ایک ہلچل مچا دی ۔قیام پاکستان کے بعد کشمیر کا مسئلہ درپیش آیا تو ملی شاعری کا ایک وسیع سرمایہ ہاتھ لگا۔اسی طرح ۱۹۶۵ء کی جنگ میں بھی قومی وملی شاعری کا وسیع موضوع سامنے آیا۔بعد کے ادوار میں ۱۹۷۱ء کی جنگ، سیاچین، کارگل اور دیگر مواقع پر شعرا نے بھرپور حصہ ڈالا۔

ملی نغمہ میں باقی موضوعاتی اصناف سخن کی طرح ہیتی تنوع بھی پایا جاتا ہے۔یعنی ملی نغمات اردو کی تقریباً تمام ہیئتی اصناف میں لکھے گئے ہیں ۔جدید ہیئتی اصناف میں کیفوز، آزاد نظم، سانیٹ اور دیگر اصناف شامل ہیں۔مثلاً قمر یزدانی مسلماں کو جھنجوڑتے اور اس کو قومی حمیت کا احساس دلاتے ہوئے غزل کی ہیئت میں ملی نغمہ لکھتے ہیں:

زندگی تیری کبھی تھی وقفِ تسلیم و رضا
اے مسلماں ! ہے وہ اب تیری مسلمانی کہاں؟
جب کہ تھی قدموں پہ تیرے شوکتِ شاہی نثار
آہ مسلم ! تجھ میں وہ ہمت کی جولانی کہاں؟
تیری عظمت پر تھی قرباں رفعتِ ہفت آسماں
ہے ترے جوشِ عمل کی وہ فراوانی کہاں؟(۲۶)

ملی نغمہ اردو کی واحد اور پہلی صنف سخن ہے جس کا تعلق خاص طور پر ملک وملت سے ہے ۔اس صنف کا اردو زبان اور پاکستان کے ساتھ خاص تعلق ہے ۔برصغیر پاک وہند میں علیحدہ قومیت کا معاملہ ہو یا جغرافیائی سرحدوں پر دشمن سے مقابلہ، اندرونی خلفشار ہو یا بیرونی سازشیں، ہر موقع پر شعرا نے ملی نغموں کی صورت میں قومی جذبات کی عکاسی کی خوبصورت کاوش کی ہے، جس نے پوری قوم کو متحد ہو کر ہر مشکل کا دلیری سے مقابلہ کرنے کا حوصلہ عطا کیا اور قوم کا مورال بلند رکھا۔اب اس قومی صنف کو گیت جیسی ادبی صنف، جس کا بنیادی موضوع عورت کی پکار ہے اور اس کا مزاج نسوانی ہے، کے ساتھ کیسے مدغم کیا جا سکتا ہے؟ فنی حوالے سے اگر ملی نغمہ کو باقی اصناف سخن کے مقابل کھڑا کیا جائے تو یہ دورِ جدید کی موضوعاتی اصناف سخن میں اہم مقام کی حامل نظر آتی ہے۔

اردو ادب کی ابتدا کے وقت برصغیر میں شخصی حکمرانی کی وجہ سے قومی وملی شاعری کی طرف رجحان بہت کم نظر آتا ہے ۔بقول عبادت بریلوی ''اردو ادب اور اردو شاعری کے عہد آغاز سے لے کر ایک زمانے

تک اس کی تمام اصناف پہ بیرونی اثرات غالب نظر آتے ہیں۔"(۲۷) پھر یہ دھرتی حملہ آوروں کے مزاج کو اپنا گرویدہ بنا لیتی ہے۔یہ مزاج بت شکنی سے بت پرستی کی صورت اختیار کر لیتا ہے کیونکہ بقول انور سدید "اس خطے کے روحانی مزاج میں بت پرستی شامل تھی گیت میں اس مزاج نے محبوب پرستی کی صورت اختیار کر لی جس میں فراق اور وصال، برہا اور ملاپ کی جملہ کیفیات، احساسات اور جذبات بیان کر دیے جاتے۔"(۲۸) ملی نغمہ میں بت پرستی کا عمل دخل نہیں ہوتا کیونکہ اسلامی نظریہ قوم وملت میں بت پرستی شجر ممنوع ہے لیکن جس دور میں گیت اور گیت نگاری کو تقویت حاصل ہوئی اس وقت مسلمان اس دھرتی سے محروم تھے یا اس قدر کمزور تھے کہ ان کا ملی تشخص ہچکولے کھا رہا تھا۔ہندوؤں کے مذہب میں بت پرستی شامل ہے اور گیت کا مزاج خالص ہندوستانی ہونے کی وجہ سے بت پرستی اس کی روایت میں شامل ہے جو بھگتی تحریک کے زیر اثر مزید مستحکم ہو گئی کیونکہ بھگتی تحریک کا اہم عنصر عشق یا پوجا ہے۔(۲۹) لہٰذا جو مسلمان شعرا گیت کی طرف متوجہ ہوئے انھوں نے گیت کو عورت کی پکار سے دھرتی کی آواز کے ساتھ مدغم کر دیا اور یوں روحانی احساسات کو نئے جذبات کی روشنی عطا کی۔اس سے اردو گیت میں یہ احساس ہوتا ہے کہ گویا مرد حضرات نسوانی جذبات کے آئینے میں نئی دھرتی کی تلاش میں ہیں۔یوں انھوں نے دھرتی کے کھو جانے کے احساس کو گیت میں مدغم کر کے اس کے مضامین ومعانی میں تنوع پیدا کر دیا لیکن بنیادی طور پر قومی وملی جذبات کو نسوانی جذبات کے ساتھ خلط نہیں کیا جا سکتا بلکہ ان کو الگ سمجھا اور پڑھا جائے تو اس میں اردو ادب کا حسن، ارتقا اور تحقیق کا ایک نیا دریچہ بھی وا ہوتا ہے۔

☆☆☆☆☆

حوالے

(۱) مظفر عباس، اردو میں قومی شاعری، لاہور: گوہر پبلیکشنز، س۔ن، ص ۲۲
(۲) قریشی محمد طاہر، اردو ملی شاعری پر جنگ آزادی ۱۸۵۷ء کے اثرات، مشمولہ معیار، اسلام آباد: شمارہ ۱۱، جنوری۔جون ۲۰۱۴ء، شعبہ اردو، کلیہ زبان وادب، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، ص ۲۱۵
(۳) حفیظ تائب، تعبیر، لاہور: القمر انٹر پرائزز، ۲۰۰۳ء، ص ۴۳۔۴۴
(۴) قیصر جہاں، اردو گیت، نئی دہلی: مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، ۱۹۷۷ء، ص ۴۰
(۵) قیصر جہاں، اردو گیت، نئی دہلی: مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، ۱۹۷۷ء، ص ۴۱
(۶) قیصر جہاں، اردو گیت، نئی دہلی: مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، ۱۹۷۷ء، ص ۴۰۔۶۵

(۷) اظہر علی فاروقی، اتر پردیش کے لوک گیت ،نئی دہلی:قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان،۱۹۹۸ء
ص ۴۷ـ۴۹

(۸) شمیم احمد،اصناف سخن اور شعری ہیئتیں،بھوپال:انڈیا بک امپوریم۱۹۸۱ء،ص۱۰۲

(۹) گیان چند،ادبی اصناف،گاندھی نگر: گجرات اردو اکادمی،۱۹۸۹ء،ص۸۸

(۱۰) گیان چند،ادبی اصناف،گاندھی نگر: گجرات اردو اکادمی،۱۹۸۹ء،ص۹۰ـ۹۱

(۱۱) کمال محمد اشرف، تاریخ اصناف نظم و نثر (مع اقسام)،کراچی:سٹی بک پوائنٹ،۲۰۱۷ء،ص۱۲۱،

(۱۲) نفیس اقبال ـپاکستان میں اردو گیت نگاری،لاہور:سنگ میل پبلی کیشنز،۲۰۱۷ء،ص۱۲

(۱۳)وزیر آغا،اردو شاعری کا مزاج،لاہور:مجلس ترقی ادب،۲۰۱۶ء،ص ۱۴۸

(۱۴) وزیر آغا،اردو شاعری کا مزاج،لاہور:مجلس ترقی ادب،۲۰۱۶ء،ص۱۴۹

(۱۵) انور سدید،جائزہ اردو ادب ۱۹۹۸ء،لاہور:مغربی پاکستان اکیڈمی،۲۰۰۷ء،ص ۹۷

(۱۶) وزیر آغا،اردو شاعری کا مزاج،لاہور:مجلس ترقی ادب،۲۰۱۶ء،ص۲۷۳

(۱۷) اردو لغت (تاریخی اصولوں پر) جلد۱۸، کراچی: اردو لغت بورڈ،۲۰۰۷ء،ص۶۱۸

(۱۸) اردو لغت (تاریخی اصولوں پر) جلد۲۰، کراچی: اردو لغت بورڈ،۲۰۰۷ء،ص۱۷۳

(۱۹) اردو لغت (تاریخی اصولوں پر) جلد۱۸، کراچی: اردو لغت بورڈ،۲۰۰۷ء،ص ۶۶۷

(۲۰) قیصر جہاں،اردو گیت،نئی دہلی: مکتبہ جامعہ لمیٹڈ،۱۹۷۷ء،ص۱۳ـ۱۶

(۲۱) ابوالاعجاز حفیظ صدیقی، کشاف تنقیدی اصطلاحات،اسلام آباد:مقتدرہ قومی زبان،۱۹۸۵ء،ص۱۵۴

(۲۲) (تفصیل کے لیے دیکھئے ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی کی کتاب "اصناف ادب")

(۲۳) بشیر فاروق،تیرا پاکستان ہے یہ میرا پاکستان ہے،کراچی: احمد برادرز،۱۹۸۶ء،ص۱۱۱

(۲۴) قیصر جہاں،اردو گیت،نئی دہلی: مکتبہ جامعہ لمیٹڈ،۱۹۷۷ء،ص۱۹

(۲۵) قاسمی،احمد ندیم،ندیم کی نظمیں،لاہور:سنگ میل پبلی کیشنز،۲۰۰۶ء،ص۶۵۰ـ۶۵۲

(۲۶) قمر یزدانی، زندہ و پائندہ باد،لاہور: نذیر سنز پبلشرز ـ۲۰۱۳ء،ص۶۸

(۲۷)عبارت بریلوی"اردو شاعری میں حب وطن کی روایت "مشمولہ"روایت کی
اہمیت" کراچی: انجمن ترقی اردو پاکستان،۱۹۵۳ء،ص۲۱۹

(۲۸) انور سدید ، جائزہ اردو ادب ۱۹۹۸ء،لاہور:مغربی پاکستان اکیڈمی،۲۰۰۷ء،ص۹۶

(۲۹) قیصر جہاں،اردو گیت،نئی دہلی: مکتبہ جامعہ لمیٹڈ،۱۹۷۷ء،ص۴۱